Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 2 Issue 2, Fall 2022
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

خودکار ہتھیار اسلامی اساسی تناظرات کی روشنی میں

Title:	**'Contemporary Lethal Autonomous Weapons' and Islamic Perspective**
Author (s):	Muhammad Tayyab Usmani
Affiliation (s):	International Islamic University, Islamabad, Pakistan
DOI:	https://doi.org/10.32350/mift.22.04
History:	Received: September 13, 2022, Revised: October 01, 2022, Accepted: October 26, 2022, Available Online: December 25, 2022
Citation:	Usmani, Muhammad Tayyab. "'Contemporary lethal autonomous weapons' and Islamic perspective." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 2, no.2 (2022): 46−61. https://doi.org/10.32350/mift.22.04
Copyright:	© The Authors
Licensing:	This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

"خود کار ہتھیار" اسلامی اساسی تناظرات کی روشنی میں

"Contemporary Lethal Autonomous Weapons" and Islamic Perspective

Muhammad Tayyab Usmani*

International Islamic University, Islamabad

Abstract

The aim of this article is to introduce the Autonomous Weapon Systems (AWS) or Lethal autonomous weapon systems (LAWS); and its numerous problematic issues. Furthermore, it argues in favor of Islamic theoretical foundation to ban these weapons based on fundamental Islamic doctrines that concerned with human rights, war, weapons development and human life-saving principles in the perspective of *maqāṣid al-sharīʿa* and *Sadd al-dharāʾi.* Similar principles could be traced in international treaties, for instance *Geneva Conventions* (1949), that firmly established an international customary law ensuring fundamental human rights for all humans regardless of their nature, culture or religion. I have endeavored to argue in this Islamic doctrinal study that in order to establish a treaty one must express major concerns and serious threats to humans' lives, their basic rights and vast changes in ethics and laws for war and weapons development before legal appearance of far-reaching range of autonomous weapons systems.

Keywords: Autonomous weapon systems, maqāṣid al-sharīʿa, human rights, *Sadd al-dharāʾI, Geneva Conventions, customary law*

۱. تمہید

بیسویں اور اکیسویں صدی میں انسان اور انسانی سماج نے مادی اور علمی میادین میں قابل قدر ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ یہ تغیر پذیری اور ارتقائی پیش رفت ہر آنے والے دور کو پہلے سے بہتر قرار دینے کے ساتھ ساتھ انسانی حیات و سماج کو مزید ثمر آور بنانے کے لیے سوسائٹی اور اکیڈیمیا کے مشاہدات و تجربات کی بنیاد پر ہے اور اس کا مقصد انسانی حیات کو سہولیات کی فراہمی گردانا جاتا ہے۔ انسان نے جہاں سماج کو بہتر بنانے کے لیے علوم کو ایجاد کیا اور معاصر سوشل سائنسز کی بنیاد رکھی اور ان معاشرتی علوم کی وسعت نے انسانی سماج میں نئے اقدار و معیاراتِ جانچ پرکھ یعنی تحقیقی مناہج و اسالیب کو نہ صرف متعارف کروایا بلکہ انسانیت کے مسائل کو خالص نفسیاتی، سماجی اور قانون کے تناظر میں پرکھ کر فلاح و بہبود کے ساتھ حقوق کی ضمانت دی۔ سائنس و ٹیکنالوجی کے فروغ کی اس وسعت نے اقوام عالم کے لیے جہاں ایک طرف مادی، علمی اور سماجی و سائنسی ارتقاء نے نا صرف مثبت فوائد و ثمرات پیدا کیے ہیں، وہیں اقوام کی مخاصمت میں صدیوں کی منافرت کے لیے تباہی کے سامان کی پیدائش میں بھی اپنا حصہ ڈالا۔ بیسویں صدی میں انسانی جانوں کی حفاظت، ملکی سلامتی و دفاع کے نام سے اسلحہ سازی بھی کی گئی جو کہ انسانی حیات، انسانی وقار اور انسانی جسم کی بے حرمتی کا باعث ہوئے۔ اسلحہ سازی کے ارتقائی کے تناظر میں ہم (گن پاوڈر، جوہری، حیاتیاتی) کے بعد چوتھے مرحلے Lethal autonomous weapons (LAW) میں داخل ہو رہے ہیں۔

*Corresponding author: Mohammad Tayeb Osmani at tayyab.usmani۲۴@gmail.com

۲. "Lethal Autonomous Weapons (LAW)" کیا ہے؟

یہ ایسا خود کار دفاعی نظام ہے جو خود سے مصنوعی ذہانت کے فیڈ ڈیٹا کی بنیاد پر اپنے ٹارگٹ کو تلاش کرتا ہے اور اسے مارتا ہے۔ اس کے کئی نام متعارف ہیں:۔

* Lethal autonomous weapon systems (LAWS)
* Autonomous weapon systems (AWS)
* robotic weapons
* killer robots
* slaughterous

اس جدید خود کار ہتھیار کے اختیار کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ موجودہ جدید ہتھیاروں کی انواع سے آگاہی ہوسکے۔

۲.۱ انسانی نگرانی میں ہتھیار "Supervised autonomous weapon system"

ان ہتھیاروں کے استعمال و نظم میں انسانوں کی مداخلت شامل رہتی ہے۔ اس ہتھیار کی تعریف امریکی محکمہ دفاع کی جانب سے یوں کی گئی ہے۔

"An autonomous weapon system that is designed to provide human operators with the ability to intervene and terminate engagements, including in the event of a weapon system failure, before unacceptable levels of damage occur."[۱]

جیسے ڈرونز اور میزائل ڈیفینسنگ سسٹم۔ اسے "human 'on-the-loop" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

۲.۲ نیم خود مختار ہتھیار " Semi-autonomous weapon system "

اس ہتھیار کو انسانی آپریٹنگ سسٹم کے تحت چلا دیا جاتا ہے اور اس کا ہدف مخصوص اہداف کو ٹارگٹ کرنا ہوتا ہے۔

"A weapon system that, once activated, is intended to only engage individual targets or specific target groups that have been selected by a human operator."[۲]

اس میں مائنز جیسے ہتھیار شامل ہیں۔ اسے متحرک کر دینے کے بعد انسان ایک محدود مدت کے اندر ایسے ہتھیاروں کے آپریٹنگ سسٹم کو زیر کر سکتا ہے۔ اسے "human in-the-loop" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

---

[۱] US Department of Defense (2012) **"Autonomy in Weapon Systems",** 2012Glossary, Part II, Definitions

[۲] **"Autonomy in Weapon Systems"**, 2012Glossary, Part II, Definitions

۲.۳　خود مختار ہتھیار " Autonomous weapon system "

امریکی محکمہ دفاع کی تعریف کے مطابق:

> "A weapon system that, once activated, can select and engage targets without further intervention by a human operator."[۳]

اس میں راڈر، کمیونکیشن جیمرز اور جدید ہتھیار قاتل روبوٹس شامل ہیں۔ اسے متحرک کر دینے کے بعد انسان کی مداخلت کلیتاً ختم ہو جاتی ہے اور اس ہتھیار کے سسٹم کو انسان زیر نہیں کر سکتا۔ اسے "human 'out-of-the-loop' " سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

ہماری اس بحث کا محور یہ تیسری قسم کے ہتھیار ہیں۔ خود مختار اسلحہ گویا کہ ایک مشینی اسلحہ ہے۔ امریکا، روس اور اسرائیل انسانی دنیا اور انسانی زندگی کے لیے انتہائی مہلک مکمل خود مختار ہتھیاروں کے نظام (LAWS) تیار کرنے کے لیے سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ معاصر دنیا میں ایسے ہتھیاروں کے بنانے یا استعمال کے حوالے سے قانونی، اخلاقی اور مذہبی تناظرات میں گفتگو جاری ہے۔ ایسے مشینی خود مختار ہتھیاروں کے نظام (LAWS) پر خالصتاً دینی تنقیدی حوالے سے درج ذیل پہلو اہم ہیں:

* انسانی عظمت و تفوق اور خدائی کائناتی اسکیم
* اسلام میں جنگ کی اخلاقی حیثیت
* اسلحہ کا اخلاقی جواز: قرآنی وحدیثی نصوص کی روشنی میں
* جنگوں میں جان کا تحفظ: مقاصد الشریعہ کی روشنی میں
* خود کار ہتھیاروں کی تیاری: اصول 'سد الذریعہ' کی روشنی میں

۳.　انسانی عظمت و تفوق اور خدائی کائناتی اسکیم

کائنات میں دو طرح کی مخلوقات موجود ہیں، قرآن حکیم نے انہیں دو کی جانب اشارہ کرتے ہوئے مستقبل کی پیش بینی کی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ"[۴]

ترجمہ: عنقریب ہم اِن کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی یہاں تک کہ اِن پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی برحق ہے۔[۵]

---

[۳] Ibid

[۴] الصافات، ۴۱:۵۳

[۵] ترجمہ کے لیے سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفہیم القرآن سے استفادہ کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کے تفصیلی مطالعہ بالخصوص شاہ علی اللہ محدث دہلوی کی ذکر کردہ اصطلاح "تذکیر بآلاء اللہ" کے تناظر میں قرآنی نصوص کا مطالعہ کرنے سے سورۃ فصلت میں بیان کردہ دو اہم کائناتی مخلوقات کی جانب قطعی آگاہی ملتی ہے کہ قرآن کریم میں کائناتی تفصیلات بالخصوص زمینی مخلوقات کو مادی تناظر میں انہی دو اہم انواع میں تقسیم کیا جانا نہایت اہمیت کی جانب سے اشارہ ہے۔ ایک سوال مخلوقاتی فوقیت سے متعلق پیدا ہوتا ہے کہ ان دو میں سے کسی ایک کی دوسرے پر برتری، عظمت و فضیلت کس کا خاصہ ہے تو اس کے جواب میں سورہ بقرہ کے الفاظ اہم ہیں جس میں انسان اول کی زمینی حیثیت بیان کر دی گئی، ارشاد باری ہے:۔

" وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً"[6]

ترجمہ: جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں"۔

خلافت سے مراد زمین میں رہنا اور تعمیر ایسی کرنا کہ انسان جیسا کوئی نا ہو سکے، امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق سے اسی مفہوم کو نقل کیا ہے:

" وكان محمد ابن اسحاق يقول في قوله تعالى :(إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً) يقول : ساكنا وعامرا يسكنها ويعمرها خلفا ليس منكم "[7]

زمینی تعمیر و آبادیت کی صلاحیت اور اس ذمہ داری کی انسان کی جانب قبولیت کی جانب خود باری قدوس کا ارشاد ہے:

" إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ "[8]

ترجمہ: ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اُسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اسے اٹھالیا۔

انسان کی مخلوقات میں برتری کے حوالے سے ارشاد باری ہے:

" وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا "[9]

ترجمہ: ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی و تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔

---

[6] البقرۃ، ۲:۳۰

[7] اسماعیل بن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**، (بیروت، دار طیبہ، ب-ط)، ۱:۲۱۸

[8] الاحزاب، ۳۳:۷۲

[9] الاسراء، ۱۷:۷۰

امام قرطبیؒ اس آیت کے لفظ "وحملناهم" تفسیر میں بنی نوع انسانی کا تمام مخلوقات پر مؤثر ہونے "Leading Position" کی وجہ انسان کی تدبیر، ارداہ بیان کرتے ہیں:۔

" وحملهم في البر والبحر مما لا يصح لحيوان سوى بنی دم ان يكون يتحمل بارادته و قصده و تدبيره "[10]

انسان کی عظمت وبرتری کی وجہ انسان کے ذاتی، طبعی اور تخلیقی امور جیسے عقل، بولنے کی صلاحیت، خوبصورتی وغیرہ ہیں، امام رازی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"انه تعالى فضل الانسان على سائر الحيونات بامور خلقية طبيعية ذاتية مثل العقل والنطق والخط والصورة الحسنة والقامة المديدة"[11]

ترجمہ: خدائے بزرگ وبرتر نے انسان کو خلقی، فطری اور ذاتی امور کی بنیاد پر دوسرے تمام حیوانات پر فضیلت دی ہے جیسا کہ عقل، بولنے کی صلاحیت، ہاتھ کی لکھائی، حسین صورت اور لمبا قد۔

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

"یعنی یہ ایک بالکل کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ نوع انسان کو زمین اور اسکی اشیائ پر اقتدار کسی جن یا فرشتے یا سیارے نے نہیں عطا کیا ہے نہ کسی ولی یا نبی نے اپنی نوع کو یہ اقتدار دلوایا ہے۔ یقیناً یہ اللہ ہی کی بخشش اور اسکا کرم ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر حماقت اور جہالت کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اس مرتبے پر فائز ہو کر اسکی مخلوق کے آگے جھکے۔"[12]

ان آیات کے تناظر میں یہ بات واضح ہوگئی کہ خدائی کائناتی سکیم میں انسان کو اپنے طبعی و خلقی اور تدبیر وارادہ کی وجہ سے تمام تمام آفاقی و انفسی مادی مخلوقات میں افضلیت، عظمت و تکریم ک وجہ سے پر غیر انسانی مخلوقاتِ مادیہ پر اقتدار حاصل ہے۔ اس پر مستزاد یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ انسان خدائی کائناتی اسکیم میں مقتدِر ہے تو پھر ان اشیاء پر بھی مقتدِر ہی رہے گا، جنھیں انسان نے خود وجود بخشا ہے۔ جیسے آفاقی و انفسی اشیاء کی انسان پر برتری انسان کی تکریم وعظمت اور فضلیت کی خدائی اسکیم کے خلاف ہے ایسے ہی انسان کے ہاتھوں بنی اشیاء وایجادات کے ذریعے انسانی حیثیت میں اقتداری تنزل بھی خداوند کے کائناتی پروگرام کی صراحتاً خلاف ورزی ہے۔

۴۔ اسلام میں جنگ کی اخلاقی حیثیت و مقاصد جنگ

دنیا میں انسان کی آبادی بعد سے ہی انسان اختلاف و جدل اور خون ریزی سے متعارف ہوا اور اس اختلاف کے نتیجے میں ایک جان کا ضیاع ہمارے تاریخی ورثہ میں مذکور و متعارَف ہے۔ انسانی تاریخ کے مر قوم و غیر مر قوم ادوار جنگوں و جدل اور خون کی ہولی کھیلے جانے کی عبرت ناک داستانوں سے بھری پڑی ہیں۔ اس کے برعکس ایسا بھی نہیں کہ انسان ہمیشہ جنگ کو ہی ترجیح دیتا رہا بلکہ اس تگ ودو میں سرگرداں رہا کہ جنگ وجدل

[10] محمد بن احمد القرطبی، **الجامع لاحکام القرآن**، (بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۶)، ۱۲۶:۱۳
[11] فخر الدین رازی، **تفسیر الفخر الرازی**، (بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۱ھ)، ۱۷:۱۲
[12] ابو الاعلی مودودی، **تفہیم القرآن**، (لاہور، ادارہ ترجمان القرآن۔ س-ن)، ۶۳۲:۲

اور قتال کی کچھ حدود و قیود کیا جائیں لیکن انسانی جدل و نفرت اور بسا اوقات برتری و تسلطِ بر و بحر کے لامتناہی خوابوں اور ناجائز خواہشوں نے انسانیت کے لیے سوہان روح واقعات چھوڑے جو کبھی مٹائے مٹ نہیں سکتے۔ نبوکد نصر کا یروشلم پر حملہ ہو یا پھر روم و فارس کی جنگیں، جنگ عظیم اول دوم ہو یا پھر عراق و افغانستان کی تخت و تاراجی میں انسانی سماج و اخلاقیات کی دھجیاں ادھیڑ دی گئیں۔ جنگ کی اخلاقی حیثیت متعین کرنے کے لیے انسانی تاریخ پر نظر دوڑانے پر ہمیں ۱۹۴۵ء سے قبل جنگوں کے جائز و ناجائز، اچھا یا برا ہونے کا تصور نہیں ملتا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ بین الاقوامی سطح پر اقوام متحدہ نے ایسے قوانین متعارف کروائے، جن میں جنگ کے جواز کو چند محدود و متعین صورتوں کے علاوہ ناجائز و قبیح سمجھا جانے لگا ہے۔ اس جواز و عدم جواز کا تعین قانونی ابحاث و عقل پر مبنی مذہبی تصورات سے خالی اخلاقیات کے تناظر میں کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس اسلام و شرعی مباحث میں اساسی بنیادوں پر ہی جنگ کو ناپسند کیا ہے، نبی مکرم ﷺ کا فرمان عالی ہے:۔

> " ایہا الناس لا تتمنوا لقاء العدو وسلوا الله العافیة، فإذا لقیتموهم فاصبروا واعلموا ان الجنة تحت ظلال السیوف، ثم قال:" اللهم منزل الکتاب، ومجري السحاب، وهازم الاحزاب اهزمهم، وانصرنا علیهم"[13]

> ترجمہ: لوگو! دشمن کے ساتھ جنگ کی خواہش اور تمنا دل میں نہ رکھا کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن و عافیت کی دعا کیا کرو، البتہ جب دشمن سے مڈ بھیڑ ہو ہی جائے تو پھر صبر و استقامت کا ثبوت دو، یاد رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی: اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے، بادل بھیجنے والے، احزاب (دشمن کے دستوں) کو شکست دینے والے، انہیں شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

قرآن کریم میں قتال کے الفاظ ہیں اور یہ اس صورت میں ہے جب مسلمانان کے ساتھ ظلم کیا گیا ہوا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔" أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ "[14] ترجمہ: جازت دے دی گئی اُن لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے، کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قتال حد بندی بھی کر دی گئی تا کہ تجاوز کی کوئی صورت باقی نا رہے۔

۴.۱. صرف لڑنے والوں سے لڑا جائے

ارشاد ہے:

> "وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ"[15]

---

[13] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجهاد والسیر، باب کان النبی ﷺ اذا لم یقاتل اول النهار اخر القتال حتی تزول الشمس، (ریاض: دار السلام، ۱۴۱۷ھ)، حدیث: ۲۹۶۶

[14] الحج، ۲۲: ۳۹

[15] البقرۃ، ۲: ۱۹۰

ترجمہ: ور تم اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو، جو تم سے لڑتے ہیں، مگر زیادتی نہ کرو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۴.۲. جنگ کا خاتمہ اور صلح کو ترجیح

ارشاد ہے:۔

"وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ"[۱۶]

ترجمہ: اگر دشمن صلح و سلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو، یقیناً وہی سننے اور جاننے والا ہے۔

ان نصوص کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ جنگ اساسی اسلامی نصوص کی روشنی ناگزیر حالات میں ماسوائے ظلم و فتنہ کے خاتمے کے لیے ناپسندیدہ عمل ہے۔

۵. اسلحہ کا اخلاقی جواز: قرآنی وحدیثی نصوص کی روشنی میں

جنگ کی اخلاقی حیثیت کے بعد اگلا ایک اہم پہلو اسی تناظر میں اسلحہ سازی کی اخلاقی حیثیت متعین کرنا ہے، قرآن میں دو آیات موجود ہیں:۔

" وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ"[۱۷]

ترجمہ: اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے اُن کے مقابلہ کے لیے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دُوسرے اعداء کو خوف زدہ کرو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدل تمہاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہر گز ظلم نہ ہو گا۔

دوسرے موقع پر ارشاد ہے:"وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ"[۱۸] ترجمہ: اور لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہیں۔ پہلی آیت میں قوی اسلحہ بنانے اور دوسری آیت میں اسلحہ سازی کی دھات کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے سوا قرآن کریم نے تاریخی تناظر میں بھی اسلحہ کی متعلقات کا تذکرہ کیا ہے، ارشاد باری ہے:۔"وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ

[۱۶] الانفال، ۸:۶۱

[۱۷] الانفال، ۸:۶۰

[۱۸] الحدید، ۵۷:۲۵

الْحَدِيدَ ۔ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ"[19] ترجمہ: ہم نے داوؑدؑ کو اپنے ہاں سے بڑا فضل عطا کیا تھا (ہم نے حکم دیا کہ) اے پہاڑو، اس کے ساتھ ہم آہنگی کرو (اور یہی حکم ہم نے) پرندوں کو دیا ہم نے لوہے کو اس کے لیے نرم کر دیا۔

حدیثی ادب میں اسلحہ بنانے والے کے بارے میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:۔

" ،عن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابي حسين، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " إن الله ليدخل بالسهم الواحد ثلاثة الجنة، صانعه يحتسب في صنعته الخير، والرامي به، والممد به، وقال: ارموا واركبوا، ولان ترموا احب إلي من ان تركبوا، كل ما يلهو به الرجل المسلم باطل إلا رميه بقوسه، وتاديبه فرسه، وملاعبته اهله، فإنهن من الحق "[20]

ترجمہ: عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ابن ابی الحسین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا: تیر بنانے والے کو جو بناتے وقت ثواب کی نیت رکھتا ہو، تیر انداز کو اور تیر دینے والے کو"، آپ نے فرمایا: "تیر اندازی کرو اور سواری سیکھو، تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک تمہارے سواری کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، ہر وہ چیز جس سے مسلمان کھیلتا ہے باطل ہے سوائے کمان سے اس کا تیر اندازی کرنا، گھوڑے کو تربیت دینا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، یہ تینوں چیزیں اس کے لیے درست ہیں۔

جہاں اسلحہ بنانے والے کی تعریف کی وہیں اس کے استعمالی جواز اور اسے باقی رکھنے کے لیے بھی کچھ اخلاقی حدود متعین کر دیں، اسلحہ کی نمائش دشمن کی جانب سے پہلے کرنے کی ممانعت ہے، ارشاد ہے:۔

" عن مالك بن حمزة بن ابي اسيد الساعدي، عن ابيه، عن جده، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم يوم بدر: " إذا اكثبوكم فارموهم بالنبل ولا تسلوا السيوف حتى يغشوكم۔"[21]

ترجمہ: ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا: جب وہ (دشمن) تم سے قریب ہو جائیں تب تم انہیں تیروں سے مارنا، اور جب تک وہ تمہیں ڈھانپ نہ لیں تلوار نہ سونتنا۔

جنگ کے بعد اسلحہ کے تلف کے حوالے سے واقعہ منقول ہے:۔

" حدثنا محمد بن إسماعيل بن سمرة ، انبانا وكيع ، عن سفيان ، عن ابي إسحاق ، عن ابي الخليل ، عن علي بن ابي طالب ، قال:" كان المغيرة بن شعبة إذا غزا مع النبي صلى الله عليه وسلم حمل معه رمحا، فإذا رجع طرح رمحه حتى يحمل له، فقال له علي: لاذكرن ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: لا تفعل، فإنك إن فعلت لم ترفع ضالة"[22]

---

[19] سبا، ۳۴: ۱۰-۱۱

[20] ابو داؤد، **السنن**، کتاب الجهاد، باب الرمی، (بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۴ھ) حدیث: ۲۵۱۳

[21] احمد بن حنبل، **المسند**، مسند المكيين، حديث اسيد الساعدی، حدیث: ۱۶۰۶۰

[22] ابن ماجۃ، **السنن**، کتاب الجهاد، باب السلاح، (بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۴ھ) حدیث: ۲۸۰۹

ترجمہ: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے لیے جاتے تو اپنے ساتھ برچھا لے جاتے، اور لوٹتے وقت اسے پھینک دیتے، انہیں دینے کے لیے کوئی اسے اٹھالاتا، اس پر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کی یہ حرکت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور بتاؤں گا، تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا نہ کریں، کیونکہ اگر آپ نے ایسا کیا تو گمشدہ چیز اٹھائی نہیں جائے گی۔

ایسا غیر روایتی اسلحہ جس سے مقاتل وغیر مقاتلین کو نقصان ہو، سوائے انتہائی اختصاصی صورت کے شاذونادر استعمال کے نہیں ملتا ہے، ان نصوص سے معلوم ہوا کہ اسلحہ کی تیاری اور استعمال کا اخلاقی جواز فقط دشمن کی موجودگی اور ان کی جانب سے جنگی اقدام کی صورت میں ہے، جبکہ غیر روایتی ہتھیار استثنائی صورتوں میں ہے۔

۶. جنگوں میں انسانی جان کا تحفظ: مقاصد الشریعہ کی روشنی میں

اسلام کی تعلیمات کا محورِ اصلی یہ ہے کہ اللہ کی رضا کا حصول ہو جائے اور اس کے نتیجے میں انسان کے لیے حسنات دنیاوی واخروی سے فیض یاب ہو سکے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے یہ معلوم ہو کہ اللہ کی رضا کے لیے کیسی فکر، کیسا جذبہ اور کیا عمل درکار ہے۔ زیر بحث پہلو ہتھیاروں کی تیاری اور جنگ کے اخلاقی جواز وعدم جواز کے تناظر میں اس بات کی تفصیلات فراہم کرنا ہے کہ جنگ کی صورت میں شریعت کے مقاصد یعنی "فتنے کا خاتمہ، انسانی جانوں کا تحفظ" بھی پورے ہوں، ایسا نا ہو کہ قتال کی صورت میں انسانی زندگیاں غیر محفوظ ہوں اور فساد پھیلے، اس بارے میں تعلیمات نبویہ سے یہ رہنمائی ملتی ہے:۔

" عن معاذ بن جبل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، انه قال: الغزو غزوان ۔ فاما من ابتغى وجه الله و أطاع الامام و أنفق الكريمة و اجتنب الفساد فان نومه و نبهته أجر كله ۔ و أما من غزا رياء و سمعة و عصى الامام و أفسد في الأرض فانه لا يرجع بالكفاف۔"[۲۳]

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنگیں دو طرح کی ہیں: رہا وہ شخص جس نے اللہ کی رضامندی چاہی، امام کی اطاعت کی، اچھے سے اچھا مال خرچ کیا، ساتھی کے ساتھ نرمی اور محبت کی، اور جھگڑے فساد سے دور رہا تو اس کا سونا اور اس کا جاگنا سب باعث اجر ہے، اور جس نے اپنی بڑائی کے اظہار، دکھاوے اور شہرت طلبی کے لیے جہاد کیا، امام کی نافرمانی کی، اور زمین میں فساد مچایا تو (اسے ثواب کیا ملنا) وہ تو برابر برابر بھی نہیں لوٹا۔

یہاں جنگوں کی صورت میں مقاصد الشریعہ کے اہم مقصد "تحفظ جان" کے حصول کے لیے تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

شریعت کے قانونی تناظر میں دو درجات ہیں:۔

* شریعت منصوصہ: قانونِ اسلامی کا وہ حصہ جو قطعی دلالات کے ساتھ منصوص ہیں۔

[۲۳] احمد بن شعیب النسائی، **السنن**، کتاب الجہاد، باب فضل الصدقۃ فی سبیل اللہ، (ریاض، دارالسلام، ۱۴۲۱ھ) حدیث: ۳۱۹۰

* شریعت مجتہدہ: اسلامی قانون کا وہ حصہ جو ہو تو قطعی الثبوت سے منصوص لیکن ان کی دلالات کی تعیین میں انسانی عمل دخل ہو یا پھر ایسا پہلو ہو جس بارے میں براہ راست نص نا ہو اور وہ پہلو شریعت کی روشنی میں حل کا متقاضی ہو اور مجتھد اپنے احوال و ظروف کی روشنی میں ان مسائل کا مستنبط حکم پیش کر دیں، شریعت کا یہ پہلو مجتہدہ مستنبطہ ہے۔

اجتہادی استنباطات میں ائمہ مجتہدین نے کہیں صراحتا وضاحت کیے بغیر مقاصدِ شریعہ کا التزام کیا ہے کیونکہ جہاں مقاصد میں انسانی مصالح و منافع ایک جانب حصول اہم ہیں تو دوسری جانب مفاسد وضرر کا دفع بھی ہدف ہے اسی لیے یہ نکتہ اصول کے طور پر سمجھنا ہو گا کہ جیسے مصالح کی تبدیلی سے حکم میں تبدل ہوتا ہے ایسے ہی مفاسد پیدا ہونے کی صورت میں کسی جوازی حکم میں تبدل کے قوی امکان پیدا ہو جائیں گے۔

٦.١. مدارجِ مقاصدِ شریعۃ

مقاصدی اہل علم نے شرعی مقصد کے تین مدارج بیان کیے ہیں۔

٦.١.١. مصالح ضروریہ

اس سے مراد وہ امور ہیں، جن پر انسانی حیات دنیوی و اخروی لحاظ سے موقوف ہے۔ اس پہلو سے شریعتِ اسلامی کا مدعا انسان کو پانچ اہم تحفظات کی فراہمی ہے۔ انسانی زندگی انہی پانچوں حفاظتی امور کی فراہمی سے محفوظ و سلامت رہ سکتا ہے۔

تحفظ دین   تحفظ جان   تحفظ عقل   تحفظ نسل   تحفظ مال

امام رازی المحصول میں نفوس، عقول، ادیان، اموال، انساب ترتیب بیان کی ہے۔[٢٤]

٦.١.٢. مصالح حاجیہ

ایسے مصالح جن پر انسانی حیات دنیوی و اخروی لحاظ سے موقوف تو نہیں لیکن مشقت و حرج کو دور کرنے کے لیے ان کی رعایت کا لحاظ کیا جائے۔

٦.١.٣. مصالح تحسینیہ

ایسے مصالح جن پر انسانی حیات دنیوی و اخروی لحاظ سے موقوف ہو اور نا ہی حرج و مشقت میں ان کے لحاظ کا اہتمام ہو بلکہ تعقل انسانیہ کا اقتضاء اس جانب مشیر ہو کہ ان مصالح کا حصول انسانی حیات کو خوبصورتیوں اور کمال خوبیوں سے آراستہ کرے، اسی جانب امام غزالی اشارہ کرتے ہیں:۔

" الرتبة الثالثة : ما لا يرجع الى ضرورة ولا الى حاجة ولكن يقع موقع التحسين والتزيين والتيسر للمزايا والمزائد ورعاية احسن المناهج فى العادات والمعاملات "[٢٥]

ترجمہ: تیسرے درجے کے وہ مصالح ہیں جن کی جانب التفات ضرورت و حاجت کے تحت نہیں ہوتا بلکہ اس کا شمار ان امور میں ہوتا ہے جنہیں خوبصورتی و آرائش، یسر و اضافے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے اور انہیں عادات و معاملات میں مستحسن سمجھا جاتا ہے۔

---

[٢٤] فخر الدین رازی، **المحصول فی علم اصول الفقہ**، (بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ١٤٠٩ھ) ٢:٢٢٠

[٢٥] محمد بن محمد الغزالی، **المستصفی فی علوم الاصول**، (بیروت، لبنان، دار الفکر، ب-ط) ١:١٧٤

مصالح ضروریہ کے تناظر میں یہ تو متعین ہو گیا کہ جان کی حفاظت شریعت مطہرہ کے اہم لازمی و ضروری مقاصد میں سے ایک ہے۔ انسانی جان کا تحفظ پوری انسانیت کا تحفظ قرار دیا اور اس کا ضیاع پوری انسانیت کا ضیاع قرار دیا:۔

" مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا"[26]

ترجمہ: جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی اُس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔

انسانی جانوں کا ناحق قتل خداوند کو ناپسند اور فساد فی الارض ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔" وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ"[27] ترجمہ: جب اُسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے، تو زمین میں اُس کی ساری دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے حالاں کہ اللہ (جسے وہ گواہ بنا رہا تھا) فساد کو ہر گز پسند نہیں کرتا۔

ناحق قتل کرنے سے رکنا ہی صراط الٰہی ہے، ارشادِ باری ہے:۔

"وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ------ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ"[28]

ترجمہ: اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھیرایا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ ------------- کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے، شاید کہ تم کج روی سے بچو۔

اسلام میں اصل امن کی حالت ہے لیکن اگر جنگ مسلط ہو تو بھی انسانی جانوں کو زیادہ سے زیاد تحفظ کی فراہمی کے لیے اصول متعین کیے اور اس نے جنگ کے لیے انسانوں کی تقسیم کی۔

* مقاتلین (Combatants)

مقاتل ہر وہ شخص ہے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ شریکِ جنگ ہو، صرف انہیں تک جنگ اور ہتھیاری اثرات محدود کرتے ہوئے، ارشاد باری ہے:۔"وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ"[29] ترجمہ: ور تم اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو، جو تم سے لڑتے ہیں، مگر زیادتی نہ کرو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

---

[26] المائدۃ، ۵:۳۲

[27] البقرۃ، ۲:۲۰۵

[28] الانعام، ۶:۱۵۳

[29] البقرۃ، ۲:۱۹۰

اگر اسیر ہو جائیں تو ان کے لیے حکم ہے:۔

"فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا"[30]

ترجمہ: پس جب اِن کافروں سے تمہاری مڈ بھیڑ ہو تو پہلا کام گردنیں مارنا ہے، یہاں تک کہ جب تم ان کو اچھی طرح کچل دو تب قیدیوں کو مضبوط باندھو، اس کے بعد (تمہیں اختیار ہے) احسان کرو یا فدیے کا معاملہ کرلو، تا آنکہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے۔

" فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً "اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ قرآنی مدعا دشمن اسیر کی جان کا تحفظ ہے۔ سوائے بغاوت کے، بغاوت کو خداوند قدوس نے محاربہ وفساد فی الارض سے تعبیر کیا ہے۔ اس صورت میں وہ استثنائی صورت ہے۔

* غیر مقاتلین (Non-combatants)

غیر مقاتل درج ذیل لوگ ہیں:

- عام شہری جو جنگ میں حصہ نہ لے۔
- مقاتل جب زخمی یا معذور ہو جائے، یا ہتھیار ڈال دے، یا اسے قید کیا جائے، یا کسی اور وجہ سے جنگ سے باہر (hors de combat) ہو جائے تو اس پر حملہ ناجائز ہو جاتا ہے۔
- "غیر مقاتل" (Non-combatant) اور "شہری" (Civilian) باہم مترادف ہیں۔ مقاتل اور غیر مقاتل کی حیثیت کے تعین کے لیے جنس یا مذہب کی بنیاد پر تفریق نہیں کی جائے گی۔

" عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُوْلَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ، فَنَهَى رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ."[31]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی غزوہ میں ایک عورت کو دیکھا جسے قتل کر دیا گیا تھا. اِس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (سختی سے) عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت فرمادی۔

---

[30] الاحقاف، ۴۷:۴

[31] محمد بن اسماعیل البخاري، **الجامع الصحیح**، کتاب الجهاد والسیر، باب قتل النساء في الحرب، (ریاض، دار السلام، ۱۴۱۷ھ) حدیث: ۲۸۵۲

دوسرے مقام پر ارشادِ نبوی ﷺ ہے:۔ "وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً."[32] ترجمہ: نہ کسی بوڑھے کو قتل کرو، نہ شیر خوار بچے کو، نہ نابالغ کو اور نہ عورت کو. یہاں ایک اہم پہلو کی جانب اشارہ مطلوب ہے کہ امام شاطبی نے تحسینات میں عورت، بچوں اور مذہبی رہنماؤں کے قتل کو شمار کیا ہے، لکھتے ہیں:۔

"واما التحسينات فمعناها الاخذ بما يليق من مهاسن العادات وتجنب المدنسات التى تانفا العقول الراجحات ۔۔۔۔۔۔ قتل النساء والصبيان والرهبان فى الجهاد۔"[33]

ترجمہ: تحسینات سے مراد اچھی عادتوں کا اختیار کرنا اور ان احوال وامور سے بچنا ہے جنھیں عقلِ سلیم ناپسند کرتی ہو۔۔۔ (جیسا کہ) جہاد میں عورتوں، بچوں اور مذہبی پیشواؤں کا قتل۔

عورتوں، بچوں اور مذہبی پیشوا غیر مقاتل میں سے ہیں اور ان کی جان کی حرمت وتحفظ کے اہم نصی اقدام کا تعلق معاصر اقتضاءات کی روشنی میں مصالح ضروریہ سے بنتا ہے نا کہ تحسینات میں سے۔ شریعتِ اسلامی کے مقاصد ومصالح ضروریہ میں سے جان کی حفاظت کی مصلحت یعنی زندہ رہنا ان نصوص سے عیاں ہوتا ہے کہ قتال میں جس حد تک ممکن ہو جان کے ضیاع سے دریغ کیا جائے۔ غیر مقاتلین پر جنگ مسلط کرنا جتنا مفسدات میں سے ہے وہیں ایسا اسلحہ استعمال کرنا، جو بہر صورت غیر مقاتلین کو لپیٹ میں لے لے اور ان کی جان لے، ایسے اسلحہ کے بنانے کی گنجائش مقاصد الشریعہ کی روشنی میں نکلتی نظر نہیں آتی۔

۷۔ خودکار اسلحہ کی تیاری: سد الذریعہ کی روشنی میں

مقاصد ومصالح شریعت کا تعلق منفعت کے حصول سے ہے تو وہیں سد الذریعہ کا تعلق دفعِ مضرت ومفسدہ کے ساتھ ہے۔ فقہی اصلاح میں سد ذرائع ان تمام راہوں کو روکنا اور مسدود کرنا گو شرعی احکام کو ترک یا حیلہ کرنے کا ذریعہ بن رہا ہو، یہاں تک کہ وہ ارتکابِ ممنوعات کی وجہ بن جاتے ہیں۔ انسانی افعال اپنی اصل کے اعتبار سے دو طرح ہیں:۔

* فی نفسہ حرام افعال: ایسے افعال جو فی نفسہ فاسد وحرام ہوں اور وہ افعال مزاج میں ہی ایسا ہوتے ہیں جو فساد وشر اور نقصان کی جانب لے جانے ہوتے ہیں۔
* فی نفسہ مباح افعال: ایسے افعال جو اپنی ذات میں مباح اور جائز ہیں لیکن مفاسد کا ذریعہ، وسیلہ یا سبب بنتے ہیں۔[34]

غیر مقاتلین کو قتل کرنا فی نفسہ اسلامی فلسفہ جہاد وقتال کے خلاف ہے اور انسانوں کے ضیاع کا بنیاد محرک ایسے ہتھیار ہوں جو الگورتھم ڈیٹا کی بنیاد پر خودکار طریقہ سے اپنے ہدف کی پہچان کرے اور اپنے ہدف کو نشانہ بنائے، ایسے ہتھیاروں کے مفسدات درج ذیل ہیں:۔

* مقاتل وغیر مقاتل کی تمیز نہیں کر سکتا۔

---

[32] ابوداؤد، **السنن**، کتاب الجہاد، باب دعاء المشرکین، حدیث: ۲۶۱۴

[33] ابراھیم بن موسیٰ الشاطبی، **الموافقات**، (بیروت: دار الفکر العربی، ب-ط)، ۲: ۳۴

[34] ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں، **علم اصول الفقہ ایک تعارف**، (اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی، ۲۰۰۲ء)۱: ۵۵۶-۵۵۵

* اس کا مقصد ہر صورت میں ہدف کو نشانہ بنانا اور اسے ختم کرنا۔ ممکن ہے کہ ہدف کو جان سے مارنا ضروری نا ہو۔
* اسلحہ کو خود کار بنا کر سنگین صور تحال سے انسانیت کو خطرات سے دو چار کرنا۔
* خود کار ہتھیاروں کو بنانے اور پہلی مرتبہ متحرک کر کے انسانی کنٹرول سے مبراء کرنا۔
* ایسے ہتھیاروں سے انسانی جانوں کے ضیاع کی صورت میں سرزد نقصانات جو کہ جنگی جرائم کے زمرے میں آتے ہوں، ان کی ذمہ داری کس پر ہو گی؟

ان مذکورہ مفسدات کی روشنی میں اسلامی شریعت کے اصول سد الذریع کی روشنی میں خود کار ہتھیاروں کی تیاری کی گنجائش نہیں نکلتی اور اگر کوئی ملک انسانی دنیا کو اس سنگین صورت حال سے دو چار کرنے کی کوشش میں ہے تو اس کے اس سنگین عمل کی روک تھام کے لیے قانونی و اخلاقی دائروں میں کوشش جاری رکھی جائیں۔

۸. سفارشات

* ہتھیاروں کی تیاری کے بین الاقوامی قوانین میں اس بات کا اضافہ کروایا جائے کہ ہتھیار ایسے تیار کیے جائیں جو مکمل انسانی کنٹرول میں ہوں۔
* جو ممالک ایسے ہتھیاروں کو بنا چکے ہیں یا بنا رہے ہیں، عالمی پلیٹ فارم بالخصوص اقوام متحدہ کے ذریعے ان ممالک کو ایسے ہتھیاروں کو تلف کرنے پر مجبور کیا جائے۔
* عوامی آگاہی کے لیے من جملہ ذرائع پرنٹ، الیکٹرانک میڈیا کو استعمال کیا جائے۔

کتابیات

US Department of Defense (۲۰۱۲) "**Autonomy in Weapon Systems**", ۲۰۱۲, Glossary, Part II, Definitions,https://www.esd.whs.mil/portals/۵۴/documents/dd/issuances/dodd/۳۰۰۰۰۹p.pdf

اسماعیل بن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**، (بیروت، دار طیبہ، ب-ط)

محمد بن احمد القرطبی، **الجامع لاحکام القرآن**، (بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۶)

فخر الدین رازی، **تفسیر الفخر الرازی**، (بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۱ھ)

ابو الاعلی مودودی، **تفہیم القرآن**، (لاہور، ادارہ ترجمان القرآن۔ س-ن)

محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، (ریاض: دار السلام، ۱۴۱۷ھ)

ابو داؤد، **السنن**، (بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۴ھ)

ابن ماجۃ، **السنن**، کتاب الجهاد، باب السلاح، (بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۴ھ)

احمد بن شعیب النسائی، **السنن**، کتاب الجهاد، باب فضل الصدقۃ فی سبیل اللہ، (ریاض، دار السلام، ۱۴۲۱ھ)

فخر الدین رازی، **المحصول فی علم اصول الفقہ**، (بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۹ھ)

محمد بن محمد الغزالی، **المستصفی فی علوم الاصول**، (بیروت، لبنان، دار الفکر، ب-ط)

ابراھیم بن موسی الشاطبی، **الموافقات**، (بیروت: دار الفکر العربی، ب-ط)

ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں، **علم اصول الفقہ ایک تعارف**، (اسلام آباد، شریعہ اکیڈمی، ۲۰۰۲ء)